# پیش لفظ

**بسم الله الرحمن الرحيم**

**الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی ۔ امابعد**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامات کبریٰ کے ضمن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور، ان کے زمانے میں کانے دجال کے خروج اور حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر متواتر احادیث میں دی ہے۔ گذشتہ صدیوں میں بہت سے بے باک طالع آزماؤں نے مہدویت یا مسیحیت کے دعوے کئے۔ لیکن حقائق وواقعات کی کسوٹی پر ان کے دعوے غلط ثابت ہوئے، ان میں سے بعض مدعیان مسیحیت یا مہدویت کی جماعتیں اب تک موجود ہیں۔ ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چودھویں صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۴ء میں مجددیت کا، ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا، اس طرح مدعیان مسیحیت ومہدویت میں ایک نئے نام کا اضافہ ہوا۔

زیر نظر رسالہ ایک قادیانی کے خط کا جواب ہے، جو رجب ۱۳۹۹ء میں لکھا گیا تھا، اور جس میں آنے والے مسیح کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے، جو خود مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی مسلم ہیں، ذکر کی گئی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ غلط ہے، یہ رسالہ ''شناخت'' کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے، اور اب نظر ثانی کے بعد اسے جدید انداز میں شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول نصیب فرمائیں، اور اسے اپنے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں، آمین یارب العالمین۔

محمد یوسف لدھیانوی

۱۴ رجب ۱۴۱۰ھ

مکرم ومحترم جناب......صاحب! ......زیدت الطافہم، آداب ودعوات۔

مزاج گرامی! جناب کا گرامی نامہ محررہ ۲۶ مئی ۱۹۷۹ء، آج ۱۶ جون کو مجھے ملا، قبل ازیں چار گرامی ناموں کے جواب لکھ چکا ہوں، آج کے خط میں آپ نے مرزا صاحب کے کچھ دعوے کچھ اشعار اور کچھ پیش گوئیاں ذکر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ ''جب مسیح اور مہدی ظاہر ہو تو اس کو میرا سلام پہنچائیں'' پھر اس ناکارہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ:

''اب تک آپ نے (یعنی راقم الحروف نے) اس کی تباہی وبربادی کی تدبیریں کرکے بہت کچھ اس کے خدا اور رسول کی مخالفت کرلی، اب خدا کے لئے اپنے حال پر رحم فرمائیں، اگر اپنی اصلاح نہیں کرسکتے تو دوسروں کی گمراہی اور حق سے دوری کی کوششوں سے باز رہ کر اپنے لئے الٰہی ناراضگی تو مول نہ لیں۔''

جناب کی نصیحت بڑی قیمتی ہے، اگر جناب مرزا صاحب واقعی مسیح اور مہدی ہیں تو کوئی شک نہیں کہ ان کی مخالفت خدا اور رسول کی مخالفت ہے، حق سے دوری وگمراہی ہے، اور الٰہی ناراضگی کا موجب ہے اور اگر وہ مسیح یا مہدی نہیں تو جو لوگ ان کی پیروی کرکے سچے مسیح اور سچے مہدی کے آنے کی نفی کررہے ہیں ان کے گمراہ ہونے، حق سے دور ہونے، الٰہی ناراضگی کے نیچے ہونے اور خدا اور رسول کے مخالف ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ اگر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے تو کھلی ہوئی بات ہے کہ آپؐ نے امت کو یہ ہدایت بھی فرمائی ہوگی کہ حضرت مسیح اور حضرت مہدی کی کیا کیا علامتیں ہیں؟ وہ کب تشریف لائیں گے؟ کتنی مدت رہیں گے؟ کیا کیا کارنامے انجام دیں گے؟ اور ان کے زمانے کا نقشہ کیا ہوگا؟ پس اگر مرزا صاحب اس معیار پر، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، پورے اترتے ہیں تو ٹھیک ہے، انہیں ضرور مسیح مانئے اور ان کی دعوت

بھی دیجئے۔ ورنہ ان کی حیثیت سید محمد جونپوری، ملا محمد اٹکی، اور علی محمد باب وغیرہ جھوٹے مدعیان مسیحیت ومہدویت کی ہوگی، اور ان کو مسیح کہہ کر احادیث نبویہ کوان پر چسپاں کرنا ایسا ہوگا کہ کوئی شخص ''بوم'' کا نام ''ہما'' رکھ کر ہما کی صفات وکمالات اس پر چسپاں کرنے لگے، اور لوگوں کو اسے ''ہما'' سمجھنے کی دعوت دے۔ لہذا مجھ پر آپ پر اور سارے انسانوں پر لازم ہے کہ مرزا صاحب کو فرمودہ نبوی ؐ کی کسوٹی پر جانچیں، وہ کھرے نکلیں تو مانیں۔ کھوٹے نکلیں تو انہیں مسترد کر دیں۔ اس منصفانہ اصول کو سامنے رکھ کر میں جناب کو بھی آپ کی اپنی نصیحت پر عمل کرنے، اور مرزا صاحب کی حیثیت پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں اور اس سلسلہ میں چند نکات مختصر اعرض کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

## ا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کب آئیں گے؟

اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کب آئیں گے؟ کس زمانے میں ان کی تشریف آوری ہوگی؟ اس کا جواب خود جناب مرزا صاحب ہی کی زبان سے سننا بہتر ہوگا۔ مرزا صاحب، اپنے نشانات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پہلا نشان: **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مأئة من يجددلها دينها**۔ (رواہ ابوداؤد)

یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا۔ جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا۔
اور یہ بھی اہل سنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود ونصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ لو۔'' (حلفیہ الوحی ص ۱۱۳)
مرزا صاحب نے اپنی دلیل کو تین مقدموں سے ترتیب دیا ہے۔

(الف) ارشاد نبوی ؐ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا۔
(ب) اہل سنت کا اتفاق کہ آخری صدی کا آخری مجدد مسیح ہوگا۔
(ج) یہود ونصاریٰ کا اتفاق کہ مرزا صاحب کا زمانہ آخری زمانہ ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ اگر چودہویں صدی آخری زمانہ ہے تو اس میں آنے والا مجدد نبی ''آخری مجدد'' ہوگا اور جو ''آخری مجدد'' ہوگا لازماً وہی مسیح موعود بھی ہوگا۔ لیکن اگر چودھویں صدی کے ختم ہونے پر پندرھویں صدی شروع ہوگئی (یہ تحریر پندرھویں صدی شروع ہونے سے پہلے کی ہے۔) تو فرمودہ نبوی ؐ کے مطابق اس کے سر پر بھی کوئی مجدد آئے گا، اس کے بعد سولہویں صدی شروع ہوئی تو لازماً اس کا بھی کوئی مجدد ضرور ہوگا۔
پس نہ چودھویں صدی آخری زمانہ ہوا اور نہ مرزا صاحب کا ''آخری مجدد'' ہونے کا دعویٰ صحیح ہوا۔ اور جب وہ ''آخری مجدد'' نہ ہوئے تو مہدی یا مسیح بھی نہ ہوئے کیونکہ ''اہل سنت میں یہ امر متفق علیہ امر ہے کہ ''آخری مجدد'' اس امت کے حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے۔'' اگر آپ صرف اسی ایک نکتہ پر بنظر انصاف غور فرمائیں تو آپ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے۔ وہ مسیح اور مہدی نہیں۔

## ۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام کتنی مدت قیام فرمائیں گے؟

زمانہ نزول مسیح کا تصفیہ ہو جانے کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کتنی مدت زمین پر قیام فرمائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث طیبہ میں ان کی مدت قیام چالیس سال ذکر فرمائی گئی ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۲۔ از مرزا محمود احمد صاحب) یہ مدت خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے، بلکہ اپنے بارے میں ان کا چہل (۴۰) سالہ دعوت کا الہام بھی ہے، چنانچہ اپنے رسالہ ''نشان آسمانی'' میں شاہ نعمت اللہ ولی کے شعر:

''تا چہل سال اے برادر من دور آں شہسوار می بینم''

کو نقل کر کے لکھتے ہیں: ''یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا، چالیس برس تک زندگی کرے گا، اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی ۸۰ برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے، سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے تقریباً دس برس کامل گزر بھی گئے۔'' (ص ۱۳ طبع چہارم اگست ۱۹۳۴ء)

مرزا صاحب کے اس حوالے سے واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام چالیس برس زمین پر رہیں گے اور سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیحیت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو داغ مفارقت دے گئے۔ گویا مسیح ہونے کے دعوے کے ساتھ کل ساڑھے سترہ برس دنیا میں رہے۔ اور اگر اس کے ساتھ وہ زمانہ بھی شامل کر لیا جائے جبکہ ان کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا، مسیحیت کا نہیں تھا، تب بھی جون ۱۸۹۲ء (جو نشان آسمانی کا سن تصنیف ہے) تک ''دس برس کامل'' کا زمانہ اس میں مزید شامل کرنا ہوگا اور ان کی مدت قیام ۲۶ سال بنے گی۔ لہذا فرمودہ نبویؐ (چالیس برس زمین پر رہیں گے) کے معیار پر تب بھی وہ پورے نہ اترے اور نہ ان کا دعویٰ مسیحیت ہی صحیح ثابت ہوا۔ یہ دوسرا نقطہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب مسیح نہیں تھے۔

## ۳۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے احوال شخصیہ

### (الف)۔ شادی اور اولاد

حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر تشریف لانے کے بعد شادی کریں گے۔ اور ان کے اولاد ہوگی

(مشکوۃ ص ۴۸۰)

یہ بات جناب مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ وہ اپنے ''نکاح آسمانی'' کی تائید میں فرماتے ہیں۔

اس پیش گوئی ۱؎ (محمدی بیگم سے مرزا صاحب کے نکاح آسمانی کی الہامی پیش گوئی) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ ''یتزوج و یولد لہ'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا، اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

بلاشبہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورا ہونے سے منکر ہو، اس کے سیاہ دل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ۲؎ (۲؎ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پہلی زندگی میں نکاح نہیں کیا تھا اور بیوی بچوں کے قضیے سے آزاد رہے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوبارہ تشریف لائیں گے تو نکاح بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔)

جناب مرزا صاحب کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے اس وقت مرزا صاحب کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ اور دونوں سے اولاد بھی موجود تھی۔ مگر بقول ان کے ''اس میں کچھ خوبی نہیں''، لیکن جس شادی کو بطور نشان ہونا تھا اور اس سے جو ''خاص اولاد'' پیدا ہونی تھی، جس کی تصدیق کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''یتزوج و یولد لہ'' فرمایا تھا۔ وہ مرزا صاحب کو نصیب نہ ہو سکی۔ لہذا وہ اس معیار نبوی پر بھی پورے نہ اترے، اور جو لوگ خیال کرتے ہوں کہ مسیح کے

لئے اس خاص شادی اور اس سے اولاد کا ہونا کچھ ضروری نہیں تو اس کے بغیر بھی کوئی شخص ''مسیح موعود'' کہلا سکتا ہے مرزا صاحب کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا ارشاد میں ان ہی سیاہ دل منکروں کے شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔ یہ تیسرا نکتہ ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مسیح نہیں تھے۔

## (ب) حج وزیارت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات ذکر کرتے ہوئے ان کے حج وعمرہ کرنے اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کو بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔(معتدرک حاکم ج۲ص۵۹۹)

جناب مرزا صاحب کو بھی یہ معیار مسلم تھا۔ چنانچہ ''ایام الصلح'' میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ نے اب تک حج کیوں نہیں کیا، کہتے ہیں:

''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔'' (ص۱۶۸)

ایک اور جگہ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے۔(ص۱۶۸)

''مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سنایا گیا۔ جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ: ''میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے، ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت ہولے'' (ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص۲۶۴ مرتبہ منظور الٰہی صاحب)

مگر سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب حج وزیارت کی سعادت سے آخری لمحہ حیات تک محروم رہے لہذا وہ اس معیار نبویؐ کے مطابق بھی مسیح موعود نہ ہوئے۔

## (ج) وفات اور تدفین

حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی مدت قیام پوری کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگا۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے، اور انہیں روضہ اطہر میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ (مشکوۃ ص۴۸۰)

جناب مرزا صاحب بھی اس معیار نبویؐ کو تسلیم کرتے ہیں ''کشتی نوح'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا، یعنی وہ میں ہی ہوں۔'' (ص۱۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''ممکن ہے کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس دفن ہو۔'' (ازالہ اوہام ۴۷۰)

اور سب دنیا جانتی ہے کہ مرزا صاحب کو روضہ اطہر کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ وہ تو ہندوستان کے قصبہ قادیان میں دفن ہوئے۔ لہذا وہ مسیح موعود بھی نہ ہوئے۔

## ۴۔ حضرت مسیحؑ آسمان سے نازل ہوں گے

جس مسیح علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے ان کے بارے میں یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ وہ آسمان سے نازل

ہوں گے۔ یہ معیارِ نبوی خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں: ''مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ (ص ۸۱)

اور سب کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ عورت کے پیٹ کا نام آسمان نہیں۔ لہذا مرزا صاحب مسیح نہ ہوئے۔

## ۵۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے کارنامے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح کے آنے کی خبر دی اور جنہیں سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ان کے کارنامے بڑی تفصیل سے امت کو بتائے۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

**والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب۔** (صحیح بخاری ص ۴۹۰ ج ۱)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ پس صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے اور لڑائی موقوف کر دیں گے۔

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد از نزول کارنامے مذکور ہیں ان کی مختصر تشریح کرنے سے پہلے لازم ہے کہ ہم اس حقیقت کو من و عن تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ قسم اسی جگہ کھائی جاتی ہے۔ جہاں اس حقیقت کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہو۔ یا وہ مخاطبین کو کچھ اعجوبہ اور اچنبھا معلوم ہوتی ہو اور اسے بغیر کسی تاویل کے تسلیم کرنے پر آمادہ نظر نہ آتے ہوں۔ قسم کھانے کے بعد جو لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے گریز کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہیں قسم کھانے والے کی قسم پر بھی اعتبار نہیں اور نہ وہ اسے سچا ماننے کے لئے تیار ہیں، یہ بات خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

**والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاھر، لاتاویل فیہ ولااستثناء** (حمامۃ البشریٰ ص ۳) قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء

## (الف)۔ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ:

(۱) آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہوگا جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا، ذرا غور فرمائیے کہ کہاں عیسیٰ اور کہاں غلام احمد؟ ان دونوں ناموں کے درمیان کیا جوڑ؟

(۲) مسیح کی والدہ کا نام مریم صدیقہ ہے۔ جبکہ مرزا صاحب کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔

(۳) مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، جب کہ مرزا صاحب نازل نہیں ہوئے۔

یہ تینوں خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً دی ہیں۔ اور ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ جو خبر قسم کھا کر دی جائے اس میں کسی تاویل اور کسی استثناء کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اب انصاف فرمائیے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حلفیہ خبروں میں تاویل کرتے ہیں کیا ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے؟ یا ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

## (ب) حاکم عادل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں حلفیہ خبر دی ہے کہ وہ حاکم عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور ملت اسلامیہ کی سربراہی اور حکومت وخلافت کے فرائض انجام دیں گے اس کے برعکس مرزا صاحب پشتوں سے انگریزوں کے محکوم اور غلام چلے آتے تھے۔ان کا خاندان انگریزی سامراج کا ٹوڈی تھا۔خود مرزا صاحب کا کام انگریزوں کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کرنا تھا،اور وہ انگریزوں کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ان کو ایک دن کے لئے بھی کسی جگہ کی حکومت نہیں ملی۔اس لئے ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صادق نہیں آتا۔چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

''ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے (صرف ''ممکن'' نہیں بلکہ قطعی ویقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلفیہ بیان پورا نہ ہو! ناممکن) ہے کہ کسی زمانے میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے ظاہری الفاظ صادق آسکیں،کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔''

(ازالہ اوہام ص۲۰۰)

پس جب مرزا صاحب بقول خود حکومت وبادشاہت کے ساتھ نہیں آئے،اور ان پر فرمان نبویؐ کے الفاظ صادق ہی نہیں آتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ مسیح نہ ہوئے۔

## (ج) کسر صلیب

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا سب سے اہم اور اصل مشن اپنی قوم کی اصلاح کرنا ہے اور ان کی قوم کے دو حصے ہیں۔ایک مخالفین یعنی یہود، اور دوسرے محبین،یعنی نصاریٰ۔

ان کے نزول کے وقت یہود کی قیادت دجال یہودی کے ہاتھ میں ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاکر سب سے پہلے دجال کو قتل اور یہود کا صفایا کریں گے۔(میں اسے آگے چل کر ذکر کروں گا) ان سے نمٹنے کے بعد آپ اپنی قوم نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوں گے،اور ان کی غلطیوں کی اصلاح فرمائیں گے،ان کے اعتقادی بگاڑ کی ساری بنیاد عقیدہ تثلیث،کفارہ اور صلیب پرستی پر مبنی ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے واضح ہو جائے گا کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں،لہذا تثلیث کی تردید ان کا سراپا وجود ہوگا،کفارہ اور صلیب پرستی کا مدار اس پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ سولی پر لٹکایا گیا،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقید حیات ہونا ان کے عقیدہ کفارہ اور تقدس صلیب کی نفی ہوگی۔اس لئے تمام عیسائی اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے،اور اپنے سارے عقائد باطلہ سے توبہ کرلیں گے،اور ایک بھی صلیب دنیا میں باقی نہیں رہے گی۔

خنزیر خوری ان کی ساری معاشرتی برائیوں کی بنیاد تھی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔اور خنزیر کو قتل کریں گے۔جس سے عیسائیوں کے اعتقادی اور معاشرتی بگاڑ کی ساری بنیادیں منہدم ہو جائیں گی۔اور خود نصاریٰ مسلمان ہو کر صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا کام کریں گے۔اور جو شخص صلیبی طاقتوں کا جاسوس ہو اس کو کسر صلیب کی توفیق ہو بھی کیسے سکتی تھی۔

یہ ہے وہ ''کسر صلیب''،جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے ذیل میں حلفاً بیان فرمایا ہے۔

جناب مرزا صاحب کو کسر صلیب کی توفیق جیسی ہوئی وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی مزعومہ ''کسر صلیب'' کے دور میں عیسائیت کو روز افزوں ترقی ہوئی۔خود مرزا صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیے:

''اور جب تیرھویں صدی کچھ نصف سے زیادہ گذر گئی تو ایک دفعہ اس دجالی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی۔یہاں تک کہ اس صدی کے اواخر میں بقول پادری ہیکر صاحب پانچ لاکھ تک صرف ہندوستان میں ہی کرسٹان شدہ لوگوں کی نوبت پہنچ گئی اور اندازہ کیا گیا کہ قریباً بارہ سال میں ایک لاکھ آدمی عیسائی مذہب میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۹۱)

یہ تو مرزا صاحب کی سبز قدمی سے ان کی زندگی میں حال تھا، اب ذرا ان کے دنیا سے رخصت ہونے کا حال سنئے۔ اخبار الفضل قادیان ۱۹ جون کی اشاعت میں صفحہ ۵ پر لکھتا ہے۔

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے (۱۳۷) مشن کام کررہے ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشنوں میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کررہے ہیں۔ (۴۰۳) اسپتال ہیں جن میں (۵۰۰) ڈاکٹر کام کررہے ہیں (۴۳) پریس ہیں اور تقریباً (۱۰۰) اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ (۵۱) کالج (۶۱۷) ہائی اسکول اور (۶۱) ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں (۳۰۸) یورپین اور (۲۸۸۶) ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں۔ ان کے ماتحت (۵۰۷) پرائمری اسکول ہیں جن میں (۱۸۶۷۵) آدمیوں کی پرورش ہورہی ہے۔ اور ان سب کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ (۲۲۴) مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہورہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان کیا کررہے ہیں؟ وہ تو شاید اس کام کو قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے۔ (یوں بھی یہ چارج مسیح کے سپرد کیا جاچکا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ کیوں ہوتی؟) احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائیوں کی مشنریوں کی تعداد کے اس قدر وسیع جال کے مقابلے میں اس کی مساعی کی کیا حیثیت ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کررہے ہیں۔ انہیں بھی ہم خوب جانتے ہیں۔''

دیدہ عبرت سے الفضل کی رپورٹ پڑھیے کہ ۱۹۴۱ء میں (۸۱۷۶۰) اکیاسی ہزار سات سو ساٹھ آدمی سالانہ کے حساب سے صرف ہندوستان میں عیسائی ہورہے تھے، باقی سب دنیا کا قصہ الگ رہا۔ اب انصاف سے بتائے کہ کیا یہی ''کسر صلیب'' تھی جس کی خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلفاً دے رہے ہیں اور کیا یہی ''کاسر صلیب'' مسیح ہے جسے سلام پہنچانے کی آپ وصیت فرمارہے ہیں؟ کسوٹی میں نے آپ کے سامنے پیش کردی ہے۔ اگر آپ کھوٹے کھرے کو پرکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو آپ کے ضمیر کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''مسیح قادیانی'' کو ''کاسر صلیب'' کہہ کر سلام نہیں بھجوا رہے۔ وہ کوئی اور ہی مسیح ہوگا جو چند دنوں میں عیسائیت کے آثار روئے زمین سے صفایا کردے گا۔ صلوات اللہ وسلام علیہ۔

مرزا صاحب کی کوئی بات تاویلات کی بیساکھیوں کے بغیر کھڑی نہیں ہوسکتی تھی حالانکہ میں عرض کرچکا ہوں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلفیہ بیان ہے جس میں تاویلات کی سرے سے گنجائش ہی نہیں۔ اسی لئے مرزا صاحب نے ''کسر صلیب'' کے معنی ''موت مسیح کا اعلان'' کرنے کے فرمائے۔ چونکہ مرزا صاحب نے بزعم خود مسیح علیہ السلام کو مار کر (نعوذ باللہ) یوز آسف کی قبر واقع محلّہ خانیار سرینگر میں انہیں دفن کردیا۔ اس لئے فرض کرلینا چاہیے کہ بس صلیب ٹوٹ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرزا صاحب نے بہت سی جگہ اس بات کو بڑے طمطراق سے بیان کیا ہے کہ میں نے عیسائیوں کا خدا مار دیا، ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے ایک تو نبی کو مارنے کے لئے دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے۔''

(ملفوظات ص ۶۰ جلد ۱۰)

اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو عقل وفہم کی دولت عطا فرمائی ہے تو اسے سوچنا چاہیے کہ ہندوستان میں عیسائیوں کے خدا کو مارنے کا سہرا سرسید کے سر پر ہے، جس زمانے میں مرزا صاحب حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے اور براہین احمدیہ میں ص ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵ میں قرآن کریم کی آیات اور اپنے الہامات کے حوالے دے کر حیات مسیح ثابت فرماتے تھے، سرسید بزعم خود اسی وقت عیسیٰ علیہ السلام کی موت (نعوذ باللہ) از روئے قرآن ثابت کرچکے تھے، حکیم نور دین، مولوی محمد احسن امروہوی اور کچھ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سرسید کے نظریات سے متاثر ہوکر وفات مسیح کا قائل تھا۔ اسلئے اگر وفات مسیح ثابت کرنا ''کسر صلیب'' ہے تو ''مسیح موعود'' اور ''کاسر صلیب'' کا خطاب مرزا صاحب کو نہیں بلکہ سرسید احمد خان کو ملنا چاہیے۔

اور اس بات بھی غور فرمایئے کہ عیسائیوں کی صلیب پرستی اور کفارہ کا مسئلہ صلیب کے اس تقدس پر مبنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) صلیب پر لٹکائے گئے، اور اس نکتہ کو مرزا صاحب نے خود تسلیم کرلیا۔ مرزا صاحب کو عیسائیوں سے صرف اتنی بات میں اختلاف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے، بلکہ کلیت (مردہ کی مانند) ہوگئے تھے اور بعد میں اپنی طبعی موت مرے۔

بہر حال مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر لٹکایا جانا بھی مسلم اور ان کا فوت ہوجانا بھی مسلم۔ اس سے تو عیسائیوں کے عقیدہ وتقدس صلیب کو تائید ہوئی نہ کہ ''کسر صلیب''۔

اس کے برعکس اسلام یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر لٹکائے جانے کا افسانہ ہی یہودیوں کا خود تراشیدہ ہے جسے عیسائیوں نے اپنی جہالت سے مان لیا ہے۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر لٹکائے گئے، اور نہ صلیب کے تقدس کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کھلے گی۔ اور دونوں قوموں پر ان کی غلطی واضح ہو جائے گی۔ جس کے لئے نہ مناظروں اور اشتہاروں کی ضرورت ہوگی نہ ''لندن کانفرنسوں'' کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود سامی ان کے عقائد کے غلط ہونے کی خود دلیل ہوگا۔

## (د) لڑائی موقوف، جزیہ بند

صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک کارنامہ ''یضع الحرب'' بیان فرمایا ہے یعنی وہ لڑائی اور جنگ کو ختم کر دیں گے۔ اور دوسری روایات میں اس کی جگہ ''ویضع الجزیہ'' کے لفظ ہیں۔ یعنی جزیہ موقوف کر دیں گے۔

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اس ارشاد نبویؐ کے حوالے سے انگریزی حکومت کی دائمی غلامی اور ان کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ حالانکہ حدیث نبویؐ کا منشا یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد لوگوں کے مذہبی اور نفسانی اختلافات مٹ جائیں گے (جیسا کہ آگے ''زمانہ کا نقشہ'' کے ذیل میں آتا ہے) اس لئے نہ لوگوں کے درمیان کوئی عداوت و کدورت باقی رہے گی۔ نہ جنگ وجدل...... اور چونکہ تمام مذاہب مٹ جائیں گے، اور چونکہ تمام مذاہب مٹ جائیں گے، اس لئے جزیہ بھی ختم ہو جائے گا۔

ادھر مرزا صاحب کی سبز قدمی سے اب تک دو عالمی جنگیں ہو چکی ہیں، روزانہ کہیں نہ کہیں جنگ جاری ہے اور تیسری عالمی جنگ کی تلوار انسانیت کے سروں پر لٹک رہی ہے اور مرزا صاحب جزیہ تو کیا بند کرتے وہ اور ان کی جماعت آج تک خود غیر مسلم قوتوں کی باج گزار ہے، اب انصاف فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو یہ علامت حلفاً بیان فرمائی ہے کہ ان کے زمانے میں لڑائی بند ہو جائے گی اور جزیہ موقوف ہو جائے گا کیا یہ علامت مرزا صاحب میں پائی گئی؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں تو مرزا صاحب کو مسیح ماننا کتنی غلط بات ہے۔

## (ہ) قتل دجال

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ ''قتل دجال'' ہے۔ احادیث طیبہ کی روشنی میں دجال کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ یہود کا رئیس ہوگا۔ ابتداء میں نیکی و پارسائی کا اظہار کرے گا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور بعد میں خدائی کا۔ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۷۱) وہ آنکھ سے کانا ہوگا۔ ماتھے پر ''کافر'' یا (ک، ف، ر) لکھا ہوگا۔ جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مسلمان پڑھے گا، اس نے اپنی جنت و دوزخ بھی بنا رکھی ہوگی، (مشکوۃ ص ۴۷۳)۔ اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ہمراہ ہوں گے (مشکوۃ ص ۴۷۵) شام و عراق کے درمیان سے خروج کرے گا، اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا، چالیس دن تک زمین میں اودھم مچائے گا، ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا ایک ماہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ۳۶ دن معمول کے مطابق ہوں گے۔ ایسی تیزی سے مسافت طے کرے گا جیسے ہوا کے پیچھے بادل ہوں۔ (مشکوۃ ص ۴۷۳)

لوگ اس کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔

حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو فتنہ و استدراج دیا جائے گا۔ اس کے خروج سے پہلے تین سال ایسے گزریں گے کہ پہلے سال ایک تہائی بارش اور ایک تہائی غلہ کی کمی ہو جائے گی، دوسرے سال دو تہائی کی کمی ہوگی اور تیسرے سال نہ بارش کا قطرہ برسے گا اور نہ زمین میں کوئی روئیدگی ہوگی۔ اس شدت قحط سے حیوانات اور درندے تک مریں گے۔ جو لوگ دجال پر ایمان لائیں گے ان کی زمینوں پر بارش ہوگی اور ان کی زمین میں روئیدگی ہوگی، ان کے چوپائے کوکھیں بھرے ہوئے چراگاہ سے لوٹیں گے، اور جو لوگ اس کو نہیں مانیں گے وہ مفلوک الحال ہوں گے، ان کے سب مال مویشی تباہ ہو جائیں گے۔

(مشکوۃ ص ۴۷۳، ۴۷۷)

دجال ویرانے پر سے گزرے گا تو زمین کو حکم دے گا کہ اپنے خزانے اگل دے۔ چنانچہ خزانے نکل کر اس کے ہمراہ ہولیں گے۔ (مشکوۃ۔ص ۴۷۳)

ایک دیہاتی اعرابی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے اونٹ زندہ کردوں تو مجھے مان لے گا؟ وہ کہے گا ضرور! چنانچہ شیطان اس کے اونٹوں کی شکل میں سامنے آئیں گے اور وہ سمجھے گا کہ واقعی اس کے اونٹ زندہ ہوگئے ہیں اور اس شعبدہ کی وجہ سے دجال کو خدا مان لے گا۔

اسی طرح ایک شخص سے کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کردوں تو مجھے مان لے گا؟ وہ کہے گا ضرور۔ چنانچہ اس کے باپ اور بھائی کی قبر پر جائے گا تو شیاطین اس کے باپ اور بھائی کی شکل میں سامنے آکر کہیں گے ہاں! یہ خدا ہے، اسے ضرور مانو۔ (مشکوۃ: ص ۴۷۷)

اس قسم کے بے شمار شعبدوں سے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو گمراہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے خاص مخلص بندے ہی ہوں گے جو اس کے دجل وفریب اور شعبدوں اور کرشموں سے متاثر نہیں ہوں گے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی جو شخص خروج دجال کی خبر سنے اس سے دور بھاگ جائے۔ (مشکوۃ۔ص ۴۷۷)

بالآخر دجال اپنے لاؤ لشکر سمیت مدینہ طیبہ کا رخ کرے گا، مگر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہوسکے گا، بلکہ احد پہاڑ سے پیچھے پڑاؤ کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا رخ ملک شام کی طرف پھیر دیں گے، اور وہیں جا کر وہ ہلاک ہوگا۔ (مشکوۃ ص ۴۷۵)

دجال جب شام کا رخ کرے گا تو اس وقت حضرت امام مہدی علیہ الرضوان قسطنطنیہ کے محاذ پر نصاریٰ سے مصروف جہاد ہوں گے۔ خروج دجال کی خبر سن کر ملک شام کو واپس آئیں گے، اور دجال کے مقابلے میں صف آراء ہوں گے، نماز فجر کے وقت، جب کہ نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز کے لئے آگے کریں گے۔ اور خود پیچھے ہٹ جائیں گے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہی کو نماز پڑھانے کا حکم فرمائیں گے (مشکوۃ ص ۴۸۰)۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوگا۔ اور سیسے کی طرح پگھلنے لگے گا۔ آپ ''باب لد'' پر (جو اس وقت اسرائیلی مقبوضات میں ہے) اسے جالیں گے اور اسے قتل کردیں گے۔ (مشکوۃ ۴۷۳) امام ترمذیؒ حضرت مجمع بن جاریہؓ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرکے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے'' فرماتے ہیں:۔

''اس باب میں عمران بن حصینؓ، نافع بن عقبہؓ، ابی برزہؓ، حذیفہ بن اسیدؓ، ابی ہریرہؓ، کیسانؓ، عثمان بن ابی العاصؓ، جابرؓ، ابی امامہؓ، ابن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، سمرہ بن جندبؓ، نواس بن سمعانؓ، عمر بن عوفؓ، حزیفہ بن یمانؓ، (یعنی پندرہ صحابہؓ) سے احادیث مروی ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔'' (ترمذی ص ۴۸ ج ۲)

یہ ہے وہ دجال جس کے قتل کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے اور جس کے قاتل کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے۔

کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو تو اس کی بات دوسری ہے۔ لیکن جو شخص آپ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے اسے انصاف کرنا چاہیے کہ کیا ان صفات کا دجال کبھی دنیا میں نکلا ہے اور کیا کسی عیسیٰ ابن مریم نے اسے قتل کیا ہے؟

جس طرح مرزا صاحب کی مسیحیت خودساختہ تھی اسی طرح انہیں دجال بھی مصنوعی تیار کرنا پڑا چنانچہ فرمایا کہ عیسائی پادریوں کا گروہ دجال ہے، یہ بات مرزا صاحب نے اتنی تکرار سے لکھی ہے کہ اس کے لئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں۔

اول تو یہ پادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے سے چلے آرہے تھے۔ اگر یہی دجال ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے ہی میں فرمادیتے کہ یہ دجال ہیں۔ پھر کیا وہ نقشہ اور دجال کی وہ صفات واحوال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں، ان عیسائی پادریوں میں پائے جاتے

ہیں۔

اوراگر مرزا صاحب کی اس تاویل کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو عقل وانصاف سے فرمایا جائے کہ مرزا صاحب کی مسیحیت سے پادری ہلاک ہو چکے ہیں؟ اوراب دنیا میں کہیں عیسائی پادریوں کا وجود باقی نہیں رہا؟ یہ تو ایک مشاہدے کی چیز ہے جس کے لئے قیاس ومنطق لڑانے کی ضرورت نہیں۔ اگر مرزا صاحب کا دجال قتل ہو چکا ہے تو پھر یہ دنیا میں عیسائی پادریوں کی کیوں بھر مار ہے؟ اوردنیا میں عیسائیت روزافزوں ترقی کیوں کررہی ہے؟

## ۶۔ مسیح علیہ السلام کے زمانے کا عام نقشہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بابرکت زمانے کا نقشہ بھی بڑی وضاحت وتفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اختصار ا( تفصیل کے لئے دیکھئے مشکوۃ "باب العلامت بین یدی الساعۃ ) کے مدنظر میں یہاں بطورنمونہ صرف ایک حدیث کا ترجمہ نقل کرتا ہوں جسے مرزا محمود احمد صاحب نے حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۹۲ پر نقل کیا ہے۔ یہ ترجمہ بھی خود مرزا محمود احمد صاحب کے قلم سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں، اوردین ایک ہوتا ہے، اورمیں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے پس جب اسے دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے، اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا، گو سر پر پانی ہی نہ ڈالا ہو۔ اور وہ صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کردے گا اور جزیہ ترک کردیگا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا اس کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہوجائیں گے، اورصرف اسلام ہی رہ جائے گا اور شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے، اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ عیسیٰ بن مریم چالیس سال زمین پر رہیں گے اورپھر وفات پاجائیں گے اورمسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔''

اس حدیث کو باربار بنظر عبرت پڑھا جائے۔ کیا مرزا صاحب کے زمانے کا یہی نقشہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لڑائی بند ہوجائے گی مگر اخباری رپورٹ کے مطابق اس صدی میں صرف ۲۴ دن ایسے گزرے ہیں جب زمین انسانی خون سے لالہ زار نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں امن وآشتی کا یہ حال ہوگا کہ دو آدمیوں کے درمیان تو کیا دو درندوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہوگی۔ مگر یہاں خود مرزا صاحب کی جماعت میں عداوت ونفرت کے شعلے بھڑک رہے ہیں، دوسروں کی تو کیا بات؟

## ۷۔ دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ

صحیح بخاری شریف کی حدیث، جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال سیلاب کی طرح بہہ پڑے گا، یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہوگا۔ ( صحیح بخاری ص ۴۹۱ ج۔۱)

اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے دنیا کو قیامت کے قریب آلگنے کا یقین ہوجائے گا، اس لئے ہر شخص پر دنیا سے بے رغبتی اور انقطاع الی اللہ کی کیفیت غالب آجائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت کیمیا اثر اس جذبے کو مزید جلا بخشے گی۔ دوسرے، زمین اپنی تمام برکتیں اگل دے گی اور فقر وافلاس کا خاتمہ ہوجائے گا حتیٰ کہ کوئی شخص زکوٰۃ لینے والا بھی نہیں رہے گا۔ اس لئے مالی عبادات کے بجائے نماز ہی ذریعہ تقرب رہ جائے گی اور دنیا ومافیھا کے مقابلے میں ایک سجدے کی قیمت زیادہ ہوگی۔

جناب مرزا صاحب کے زمانے میں اس کے بالکل برعکس حرص اور لالچ کو ایسی ترقی ہوئی کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اتنی ترقی اسے شاید کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔

# حرف آخر

چونکہ آنجناب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں خدااوررسول کی مخالفت ترک کرنے کی اس ناکارہ کوفہمائش کی ہے۔اسلئے میں جناب سے اورآپ کی وساطت سے آپ کی جماعت اور جماعت کے امام جناب مرزاناصر احمد سے اپیل کروں گا کہ خدااوررسول کے فرمودات کو سامنے رکھ کرمرزاصاحب کی حالت پرغورفرمائیں۔اگرمرزاصاحب مسیح ثابت ہوتے ہیں تو بےشک ان کو مانیں۔اوراگروہ معیارنبوی پر پورے نہیں اترتے توان کو ''مسیح موعود'' خدااوررسول کی مخالفت اوراپنی ذات سے صریح بے انصافی ہے۔اب جبکہ پندرھویں صدی کی آمدآمد ہے (یہ مجلّہ ۱۳۹۹ء کے وسط میں آج سے بارہ سال پہلے لکھا گیا تھا۔آج پندرھویں صدی کے بھی دس سال گزرچکے ہیں،اور چودھویں صدی کے ختم ہونے سے مرزاغلام احمد کا دعویٰ قطعاً غلط ثابت ہوچکا ہے۔) ہمیں نئی صدی کے نئے مجدد کے لئے منتظررہنا چاہیے۔اورمرزاصاحب کے دعوے کوغلط سمجھتے ہوئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی تصدیق کرنی چاہیے۔کیونکہ خودمرزاصاحب کاارشادہے:

''اگرمیں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کردکھایا جومسیح موعوداورمہدی موعودکوکرنا چاہیےتو پھرمیں سچاہوں اوراگرکچھ نہ ہوااورمیں مرگیا تو پھرسب گواہ رہیں کہ میں جھوٹاہوں۔''

''پس اگرمجھ سے کروڑنشان بھی ظاہرہوں اوریہ علت غائی ظہورمیں نہ آوے تومیں جھوٹاہوں۔''

(مرزاصاحب کاخط بنام قاضی نذرحسین،مندرجہ اخباربدر۱۹جولائی۱۹۰۶ء)

جناب مرزاصاحب کاآخری فقرہ آپ کے پورے خط کاجواب ہے۔

پیش گوئیوں کی، بلندآہنگ دعووں کی، اشعارکی، رسالوں کی، کتابوں کی، پریس کانفرنسوں کی، پریس (وغیرہ وغیرہ) کی صداقت وحقانیت کے بازارمیں کوئی قیمت نہیں ہے۔دیکھنے کی چیزوہ معیارنبویؐ ہے جوحضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کے لئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عطافرمایا۔اگرمرزاصاحب ہزارتاویلوں کے باوجودبھی اس معیارصداقت پر پورے نہیں اترتے تواگرآپ ان کی حقانیت پر''کروڑنشان'' بھی پیش کردیں تب بھی نہ ''مسیح موعود'' بنتے ہیں اورنہ ان کومسیح موعودکہنا جائزہے۔میں جناب کودعوت دیتاہوں کہ مرزاصاحب کے دعاوی سے دستبردارہوکرفرموداتِ نبویؐ پرایمان لائیں۔حق تعالیٰ آپ کواس کااجردیں گےاوراگرآپ نے اس سے اعراض کیاتومرنے کے بعدانشاءاللہ حقیقت کھل کرسامنے آجائے گی۔

ستعلیم لیلیٰ ای دین تدانیت
وای غریم فی التقاضی غریمھا
والحمدللہ اولاواخرا

فقط والدعا

محمدیوسف عفااللہ عنہ

---